***Journal of Religion & Society* (JR&S)**
*Available Online:*
*https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index*
*Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X*
*Platform & Workflow by: Open Journal Systems*

# Analytical Study of Shariah Guidelines for Different Classes in the Light of the Quran and Sunnah

# قرآن وسنت کی روشنی میں مختلف طبقات کے لیے شرعی ہدایات کا تجزیاتی مطالعہ

**Nasib Ullah**
M. Phil scholar, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology

**Abstract**
*It is an analytical paper and a case study on Shariah rules about various classes of people in the perspective of Quran and sunna and how Islam is a holistic balanced system to regulate the life of individual and community. The necessity to refer to divine guidance towards different sectors of the society has become more pressing in a world where change has been a constant factor and where moral relativism and a decline in social institutions are the order of the day. The paper contends that Islamic doctrine is not limited to rituals and self-piety but being prolific to family life, social relationships, economic behavior, forms of Government and education and concerns the individual liability and right of various classes of the society. Based on the Quran and the original Sunnah as the main sources, the given research will analyze the Shariah prescriptions in regards to individuals, family, social and economic groups, rulers and state apparatus and the academic and educational community. In an effort to highlight this unity and practical applicability, the study assumes a qualitative and analytical approach, and considers the general principles that are agreed upon as opposed to juristic disputes. It goes to show that even though Islam appreciates the variance in roles, capacities, and social status, it equally maintains universal values of justice, responsibility, compassion and moral responsibility. The paper also discusses how Shariah principles strive to create a balance on rights and obligations, guard against exploitation and injustices and to ensure the social harmony. Through its response to the modern issues- economic inequality, family breakdown, abuse of power and degradation of ethics, the paper demonstrates that the Quran and Prophetic teachings are also topical and can offer long-term solutions to the existing problems. The results confirm that Islam presents a living and comprehensive system of orientation that is capable of adjusting to the evolving situations without undermining the fundamental moral and spiritual values. Finally, the article also finds that the submission of Shariah-based advice to the various social classes is the only way to reform morality, achieve social stability, and deliver justice within the Muslim societies.*
***Keywords:*** *Shariah Guidelines; Qur'an and Sunnah; Social Classes in Islam; Islamic Social Ethics; Rights and Responsibilities; Contemporary Challenges*

## تعارف(Introduction)

قرآن وسنت کی روشنی میں مختلف طبقات کے لیے شرعی ہدایات کا تجزیاتی مطالعہ ایک انتہائی اہم اور بروقت موضوع ہے جو اسلامی معاشرے کی موجودہ حالت اور مستقبل کی تشکیل سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ آج کے دور میں جب دنیا تیزی سے تبدیل ہو رہی ہے، سیکولرزم، مادیت پرستی، ڈیجیٹل انقلاب اور اخلاقی نسبیت جیسے رجحانات نے انسانی زندگی کے ہر شعبے کو متاثر کیا ہے۔ ایسے میں مختلف طبقات یعنی مرد و عورت، والدین و اولاد، حاکم و محکوم، تاجر و مشتری، طلبہ و اساتذہ، امیر و غریب، نوجوان و بزرگ، اور شہری و دیہی آبادی کے لیے شرعی احکامات کی روشنی میں رہنمائی کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ محسوس ہو رہی ہے۔ یہ مطالعہ اس لیے اہم ہے کہ یہ قرآن و سنت کو صرف عبادات تک محدود نہیں رکھتا بلکہ انہیں معاشرت، معیشت، سیاست، تعلیم، خاندانی زندگی اور سماجی تعلقات کے تمام پہلوؤں پر منطبق کر کے دکھاتا ہے۔ عصری معنویت اس بات میں ہے کہ آج نوجوان نسل مغربی اقدار کی یلغار سے دوچار ہے اور خاندانی نظام کمزور ہو رہا ہے، جبکہ معاشرتی انصاف، اخلاقی اقدار اور اللہ کی

حاکمیت کے اصولوں کی ضرورت بڑھتی جا رہی ہے۔ یہ تحقیق ان مسائل کا قرآنی و نبوی حل پیش کر کے معاشرتی اصلاح اور انفرادی تزکیہ کا راستہ ہموار کرتی ہے۔ مختلف طبقات کی مخصوص ضروریات اور چیلنجز کو مد نظر رکھتے ہوئے شرعی ہدایات کا تجزیہ کرنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو ہر دور اور ہر طبقے کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یہ مطالعہ مسلمانوں کو یہ احساس دلاتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات آج بھی زندہ اور فعال ہیں اور انہیں اپنانے سے ہی معاشرتی بحرانوں سے نجات ممکن ہے۔

قرآن و سنت بطور ماخذِ ہدایات اسلام کے بنیادی اور حتمی ذرائع ہیں جو کسی بھی دوسرے ماخذ سے بالاتر اور غیر متزلزل ہیں۔ قرآن کریم اللہ کا کلام ہے جو ہدایت، رحمت اور بشارت کے لیے نازل ہوا اور اس میں زندگی کے ہر شعبے کے لیے احکام، مواعظ اور اصول موجود ہیں۔ سنتِ نبوی، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور تقریرات پر مشتمل ہے، قرآن کی عملی تفسیر اور تشریح کا سب سے معتبر ذریعہ ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور سنت کو چھوڑنے والا گمراہی کا شکار ہوتا ہے۔ یہ دونوں ماخذ مختلف طبقات کے لیے ہدایات دیتے وقت ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں؛ قرآن کلی اصول بیان کرتا ہے جبکہ سنت ان اصولوں کو عملی شکل دیتی ہے۔ مثلاً قرآن میں عدل اور احسان کا حکم ہے تو سنت میں اس کی تفصیلات اور مثالیں موجود ہیں۔ مختلف طبقات کے لیے شرعی ہدایات کا مطالعہ کرنے میں قرآن و سنت کو ماخذ بنانا اس لیے ضروری ہے کہ یہ انسانی عقل اور تجربے سے ماوراء ہیں اور ہر دور میں نافذ العمل رہتے ہیں۔ یہ ماخذ طبقاتی تقسیم کو ختم کر کے سب کو اللہ کے سامنے برابر قرار دیتے ہیں مگر ہر طبقے کی مخصوص ذمہ داریوں اور حقوق کو بھی واضح کرتے ہیں۔ ان دونوں کے ذریعے حاصل ہونے والی ہدایات نہ صرف انفرادی بلکہ اجتماعی سطح پر بھی معاشرتی توازن اور انصاف قائم کرتی ہیں۔ اس مطالعے میں قرآن و سنت کو بنیادی ماخذ بنا کر مختلف طبقات کی ہدایات کا تجزیہ کیا جائے گا تاکہ یہ واضح ہو کہ اسلام کس طرح ہر فرد اور گروہ کو اس کی حیثیت کے مطابق رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

اس تحقیق کے مقاصد اور دائرہ کار کو واضح کرنے سے مطالعے کی حدود اور سمت کا تعین ہوتا ہے۔ بنیادی مقصد یہ ہے کہ قرآن و سنت کی روشنی میں مختلف طبقات کے لیے شرعی ہدایات کو منظم اور تجزیاتی انداز میں پیش کیا تاکہ معاشرے کے ہر فرد کو اپنی ذمہ داریوں اور حقوق کا شعور حاصل ہو۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ عصری مسائل جیسے خاندانی انتشار، معاشی عدم مساوات، سیاسی ناانصافی، تعلیمی بحران اور اخلاقی انحطاط کے مقابلے میں قرآنی و نبوی احکامات کی عملی افادیت کو اجاگر کیا۔ تیسرے مقصد کے تحت یہ دیکھنا ہے کہ کس طرح یہ ہدایات مختلف طبقات کے درمیان توازن قائم کرتی ہیں اور معاشرتی ہم آہنگی کو فروغ دیتی ہیں۔ دائرہ کار کی بات کریں تو یہ مطالعہ بنیادی طور پر قرآن کریم اور مستند احادیث (صحاح ستہ اور دیگر معتبر کتب) پر مبنی ہوگا۔ اس میں مرد و عورت، والدین و اولاد، حاکم و رعایا، تاجر و خریدار، مالک و ملازم، طلبہ و اساتذہ، امیر و غریب، اور نوجوان و بزرگ جیسے اہم طبقات کو شامل کیا ہے۔ تاہم یہ مطالعہ فقہی اختلافات کی تفصیلات میں نہیں ہے بلکہ اتفاق رائے والے اصولوں اور احکام پر توجہ مرکوز ہے۔ عصری تناظر میں ان احکامات کی مطابقت اور اطلاق کو بھی زیر بحث لایا ہے مگر تحقیق کا مرکزی محور قرآن و سنت کی اصل تعلیمات ہے۔ اس دائرہ کار سے یہ یقینی بنایا ہے کہ مطالعہ جامع، متوازن اور عملی نوعیت کا ہو اور مسلمان معاشرے کے لیے مفید رہنمائی فراہم کرے۔

**شرعی ہدایات کا مفہوم اور بنیادی اصول**

شرعی ہدایات کا مفہوم انسانی زندگی کی رہنمائی کا وہ جامع نظام ہے جو اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور معاشرے کے مختلف طبقات کو ان کی ذمہ داریوں اور حقوق سے آگاہ کرتا ہے۔ لغوی طور پر ہدایت کا مطلب راستہ دکھانا، سمت کی نشاندہی کرنا اور کسی کو منزل تک پہنچانے کا عمل ہے جو انسانی فطرت کی ضرورت ہے۔ یہ لفظ روزمرہ زندگی میں استعمال ہوتا ہے جہاں کوئی شخص دوسرے کو غلط راستے سے بچا کر صحیح راہ کی طرف راغب کرتا ہے۔ اصطلاحی طور پر اسلام میں ہدایت اللہ کی طرف سے دی گئی وہ رہنمائی ہے جو انسان کو دنیا و آخرت کی کامیابی کی طرف لے جاتی ہے اور گمراہی سے بچاتی ہے۔ یہ ہدایت قرآن اور سنت کی شکل میں نازل ہوئی ہے جو مختلف طبقات کے لیے مخصوص احکامات فراہم کرتی ہے۔ لغوی مفہوم سے اصطلاحی مفہوم تک کا سفر یہ واضح کرتا ہے کہ ہدایت نہ صرف جسمانی بلکہ روحانی اور اخلاقی سطح پر بھی انسان کی حفاظت کرتی ہے۔ یہ مفہوم انسانی معاشرے میں توازن قائم کرنے کا ذریعہ ہے جہاں ہر فرد اپنی جگہ پر صحیح عمل کرتا ہے۔ ہدایت کا یہ تصور اللہ کی رحمت کا مظہر ہے جو انسان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا ہے۔ محمد بن جریر الطبری بیان کرتے ہیں کہ ہدایت کا اصطلاحی مفہوم اللہ کی طرف سے دی گئی ہدایات ہیں جو انسان کو صحیح راستے کی طرف راغب کرتی ہیں[1]۔ مزید بر آں، یہ مفہوم مختلف طبقات کو ان کی مخصوص ضروریات کے مطابق رہنمائی دیتا ہے۔ اسماعیل ابن کثیر بیان

[1] محمد بن جریر الطبری، جامع البیان فی تاویل القرآن، جلد 1، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1992، ص 45

کرتے ہیں کہ ہدایت کا لغوی مفہوم راستہ دکھانا ہے جو اصطلاحی طور پر ایمان کی طرف بلانا ہے[2]۔ یہ مفہوم شرعی احکامات کی بنیاد ہے جو معاشرتی اصلاح کا سبب بنتا ہے۔ ہدایت کا یہ تصور اسلام کو ایک مکمل نظام حیات بناتا ہے۔

شریعت میں ہدایات کے مصادر وہ بنیادی ذرائع ہیں جو مختلف طبقات کے لیے شرعی احکامات کی بنیاد رکھتے ہیں اور ان کی زندگیوں کو اللہ کی مرضی کے مطابق ڈھالتے ہیں۔ قرآن کریم ہدایات کا سب سے اہم ماخذ ہے جو اللہ کا کلام ہے اور زندگی کے ہر شعبے کے لیے کلی اصول بیان کرتا ہے۔ سنت نبوی دوسرا ماخذ ہے جو رسول اللہ کی عملی زندگی، اقوال اور تقریرات پر مشتمل ہے اور قرآن کی تفصیلات فراہم کرتی ہے۔ یہ دونوں ماخذ مختلف طبقات جیسے مرد و عورت، والدین و اولاد اور امیر و غریب کے لیے مخصوص ہدایات دیتے ہیں۔ اجماع امت تیسرے ماخذ کے طور پر اہم ہے جو امت کے اتفاق رائے پر مبنی ہے اور نئی صورت حال میں رہنمائی کرتا ہے۔ قیاس چوتھا ماخذ ہے جو قرآن اور سنت کے اصولوں کو نئی مسائل پر منطبق کرتا ہے۔ یہ مصادر مل کر شریعت کو لچک دار اور جامع بناتے ہیں۔ ہدایات کے یہ مصادر مختلف طبقات کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں اور معاشرتی توازن قائم رکھتے ہیں۔ ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی بیان کرتے ہیں کہ قرآن اور سنت ہدایات کے بنیادی مصادر ہیں جو مختلف طبقات کے لیے احکامات بیان کرتے ہیں[3]۔ مزید بر آں، یہ مصادر اللہ کی حکمت کا مظہر ہیں۔ جلال الدین السیوطی بیان کرتے ہیں کہ اجماع اور قیاس قرآن اور سنت کی توسیع ہیں جو ہدایات کو عصری مسائل کے لیے موزوں بناتے ہیں[4]۔ یہ مصادر شریعت کی جامعیت کو واضح کرتے ہیں جو مختلف طبقات کی رہنمائی کرتی ہے۔

ہدایات کے عمومی اصول اور مقاصد شریعت مختلف طبقات کے لیے شرعی احکامات کی روح ہیں جو انسانی فلاح اور معاشرتی انصاف کو یقینی بناتے ہیں۔ عمومی اصولوں میں عدل، رحم، مساوات، آزادی اور ذمہ داری شامل ہیں جو ہر حکم کی بنیاد ہیں۔ یہ اصول مختلف طبقات کو ان کے حقوق اور فرائض سے آگاہ کرتے ہیں۔ مقاصد شریعت میں حفظ دین، حفظ نفس، حفظ عقل، حفظ نسل اور حفظ مال شامل ہیں جو انسانی زندگی کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ مقاصد شریعت کے احکامات کو معنی دیتے ہیں اور مختلف طبقات کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ عمومی اصول اللہ کی حکمت کا مظہر ہیں جو معاشرے میں توازن قائم کرتے ہیں۔ یہ اصول اور مقاصد مختلف طبقات کو اللہ کی اطاعت کی طرف راغب کرتے ہیں۔ احمد بن علی ابن حجر العسقلانی بیان کرتے ہیں کہ مقاصد شریعت انسانی فلاح کے لیے ہیں جو حفظ دین اور نفس کو مرکزی قرار دیتے ہیں[5]۔ مزید بر آں، یہ مقاصد شریعت کی جامعیت کو واضح کرتے ہیں۔ یحیٰ بن شرف النووی بیان کرتے ہیں کہ عمومی اصول عدل اور رحم پر مبنی ہیں جو مختلف طبقات کے لیے ہدایات کی بنیاد ہیں[6]۔ یہ اصول اور مقاصد شریعت کو ایک زندہ نظام بناتے ہیں جو مختلف طبقات کی رہنمائی کرتا ہے۔

### فرد کے لیے شرعی ہدایات

فرد کے لیے شرعی ہدایات اسلام میں مرکزی حیثیت رکھتی ہیں کیونکہ ہر انسان اللہ کے سامنے ذاتی طور پر ذمہ دار ہے اور اس کی انفرادی تربیت اور اصلاح معاشرتی اصلاح کی بنیاد ہے۔ ایمان، عبادات اور اخلاقی ذمہ داریاں فرد کی روحانی اور اخلاقی تعمیر کا سب سے اہم حصہ ہیں۔ ایمان کا مطلب اللہ، اس کے رسول، فرشتوں، کتابوں، آخرت اور تقدیر پر کامل یقین ہے جو دل کی گہرائیوں میں رچ جاتا ہے۔ عبادات میں نماز، روزہ، زکوۃ، حج اور دیگر فرائض شامل ہیں جو فرد کو اللہ سے جوڑتے ہیں اور اس کی روزمرہ زندگی کو منظم کرتے ہیں۔ اخلاقی ذمہ داریاں فرد کو تقویٰ، صدق، امانت، صبر، شکر اور عفو جیسے اوصاف اپنانے کی تلقین کرتی ہیں جو اسے گناہوں سے بچاتی ہیں۔ یہ ہدایات فرد کو اللہ کی اطاعت میں مستقل رکھتی ہیں اور اسے دنیاوی فتنوں سے محفوظ رکھتی ہیں۔ قرآن نے ایمان کو دل کی روشنی اور عبادات کو اللہ کی قربت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ اخلاقی ذمہ داریاں فرد کو انفرادی سطح پر اللہ کا خلیفہ بناتی ہیں جو اس کی ذمہ داریوں کو بڑھاتی ہیں۔ یہ ہدایات فرد کی اندرونی پاکیزگی اور ظاہری عمل دونوں کو سنوارتے ہیں۔ فرد کے لیے یہ شرعی ہدایات اسے اللہ کی رضا کی طرف لے جاتی ہیں اور اس کی شخصیت کو مکمل کرتی ہیں۔ ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی بیان کرتے ہیں کہ ایمان اور عبادات فرد کی روحانی تربیت کی بنیاد ہیں جو اسے اللہ کی طرف قریب کرتی ہیں[7]۔ مزید بر آں، اخلاقی ذمہ داریاں فرد کو تقویٰ کی طرف راغب کرتی ہیں۔ اسماعیل

---

[2] اسماعیل ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 1، دار الطیّبہ، ریاض، 1999، ص 112

[3] ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، جلد 2، دار الکتب المصریہ، قاہرہ، 1964، ص 230

[4] جلال الدین السیوطی، الإتقان فی علوم القرآن، جلد 4، دار الفکر، بیروت، 1996، ص 89

[5] احمد بن علی ابن حجر العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، جلد 3، دار المعرفہ، بیروت، 1959، ص 567

[6] یحیٰ بن شرف النووی، المجموع شرح المہذب، جلد 1، دار الفکر، بیروت، 1997، ص 134

[7] ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، جلد 1، دار الکتب المصریہ، قاہرہ، 1964، ص 78

ابن کثیر بیان کرتے ہیں کہ فرد کی عبادات اور اخلاق اسے اللہ کے بندے کی حیثیت سے مضبوط کرتے ہیں[8]۔ یہ ہدایات فرد کو انفرادی طور پر اللہ کی اطاعت کی طرف بلاتی ہیں۔

حقوق العباد اور سماجی رویے فرد کے لیے شرعی ہدایات کا اہم حصہ ہیں جو اسے دوسروں کے ساتھ انصاف اور احسان کا رویہ اپنانے کی تلقین کرتے ہیں۔ حقوق العباد میں والدین، رشتہ داروں، پڑوسیوں، مسافروں، غریبوں، یتیموں اور مسکینوں کے حقوق شامل ہیں جو فرد پر فرض ہیں۔ سماجی رویوں میں صدق، امانت، عفو، رحم، عدل اور حسن سلوک جیسے اوصاف ہیں جو معاشرے میں امن اور محبت قائم کرتے ہیں۔ فرد کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ دوسروں کے ساتھ ویسا سلوک کرے جیسا وہ خود کے لیے پسند کرتا ہے۔ حقوق العباد کی ادائیگی ایمان کی تکمیل ہے اور ان کی خلاف ورزی گناہ ہے۔ قرآن نے حقوق العباد کو اللہ کے حقوق کے ساتھ جوڑا ہے اور ان کی ادائیگی کو جنت کا سبب قرار دیا ہے۔ سماجی رویے فرد کو معاشرے کا مفید رکن بناتے ہیں جو دوسروں کی مدد اور انصاف کی طرف راغب ہوتا ہے۔ یہ ہدایات فرد کو خود غرضی سے نکال کر اجتماعی بھلائی کی طرف لے جاتی ہیں۔ حقوق العباد کی حفاظت فرد کی ذمہ داری ہے جو اسے اللہ کی رضا حاصل کرنے میں مدد دیتی ہے۔ یہ رویے فرد کو معاشرتی ذمہ داریوں سے آگاہ کرتے ہیں۔ محمد بن جریر الطبری بیان کرتے ہیں کہ حقوق العباد کی ادائیگی ایمان کی تکمیل ہے جو فرد کو اللہ کے قریب کرتی ہے[9]۔ مزید برآں، سماجی رویے عدل اور احسان پر مبنی ہیں۔ جلال الدین السیوطی بیان کرتے ہیں کہ حقوق العباد کی ادائیگی فرد کی سماجی ذمہ داری ہے جو معاشرتی اصلاح کا سبب بنتی ہے[10]۔ یہ ہدایات فرد کو دوسروں کے حقوق کی حفاظت کی طرف راغب کرتی ہیں۔

انفرادی کردار سازی میں قرآن وسنت کی رہنمائی فرد کی شخصیت کی مکمل تعمیر کا بہترین ذریعہ ہے جو اسے اللہ کا بندہ اور معاشرے کا مفید رکن بناتی ہے۔ قرآن فرد کو تدبر، تفکر اور تعقل کی دعوت دیتا ہے جو اس کی فکری نشوونما کرتا ہے۔ سنت نبوی میں رسول اللہ کی عملی زندگی، اخلاقی اوصاف اور روزمرہ اعمال فرد کے لیے بہترین نمونہ ہیں۔ کردار سازی میں ضبط نفس، حیا، عفت، صبر، شکر اور اخلاص جیسے اوصاف کو اپنانا ضروری ہے۔ قرآن نے فرد کو اللہ کی نشانیوں پر غور کرنے اور اپنے اعمال کی محاسبہ کرنے کی تلقین کی ہے۔ سنت میں رسول اللہ کی سادگی، عفو اور رحم کی مثالیں فرد کی شخصیت کو سنوارتی ہیں۔ یہ رہنمائی فرد کو اندرونی اور ظاہری دونوں سطحوں پر پاکیزہ بناتی ہے۔ انفرادی کردار سازی اللہ کی اطاعت اور دوسروں کے ساتھ حسن سلوک سے مکمل ہوتی ہے۔ یہ رہنمائی فرد کو آزمائشوں میں ثابت قدم رکھتی ہے اور اسے اللہ کی رضا کی طرف لے جاتی ہے۔ کردار سازی کا یہ عمل فرد کو اللہ کا خلیفہ بناتا ہے جو اس کی ذمہ داریوں کو پورا کرتا ہے۔ احمد بن علی ابن حجر العسقلانی بیان کرتے ہیں کہ قرآن وسنت کی رہنمائی فرد کی کردار سازی کے لیے مکمل نمونہ ہے جو اسے تقویٰ کی طرف لے جاتی ہے[11]۔ مزید برآں، یہ رہنمائی فرد کی شخصیت کو اللہ کی مرضی کے مطابق ڈھالتی ہے۔ یحییٰ بن شرف النووی بیان کرتے ہیں کہ سنت نبوی فرد کے لیے کردار سازی کا عملی نمونہ ہے جو اسے اخلاقی کمال کی طرف پہنچاتی ہے[12]۔ یہ رہنمائی فرد کو اللہ کی طرف سے دی گئی امانت کی حفاظت سکھاتی ہے۔

### خاندانی طبقہ اور شرعی ہدایات

خاندانی طبقہ اسلام میں معاشرے کی بنیادی اکائی ہے اور قرآن وسنت نے اسے اللہ کی نشانیوں میں سے ایک قرار دیا ہے جو انسانی زندگی کی حفاظت، نسل کی بقا اور سماجی استحکام کی ضمانت ہے۔ والدین، اولاد اور باہمی حقوق کے حوالے سے شرعی ہدایات انتہائی جامع اور متوازن ہیں جو خاندان کو محبت، احترام اور ذمہ داریوں کی بنیاد پر قائم رکھتی ہیں۔ والدین کا حق اولاد پر انتہائی اہم ہے جہاں قرآن نے والدین کی اطاعت کو اللہ کی عبادت کے ساتھ جوڑا ہے اور ان کی خدمت، نرم کلامی اور دعا کی تلقین کی ہے۔ اولاد کے حقوق میں نان ونفقہ، تعلیم وتربیت، عدل اور شفقت شامل ہیں جو والدین پر فرض ہیں۔ باہمی حقوق میں احسان، صلہ رحمی اور حسن سلوک ہے جو خاندان میں امن اور سکون پیدا کرتا ہے۔ یہ ہدایات والدین کو اولاد کی صحیح تربیت کی ذمہ داری سونپتی ہیں جبکہ اولاد کو والدین کی عزت اور خدمت کا حکم دیتی ہیں۔ خاندانی طبقے میں یہ حقوق اور فرائض اللہ کی طرف سے امانت ہیں جو انفرادی اور اجتماعی سطح پر توازن قائم کرتے ہیں۔ قرآن نے والدین کی نافرمانی کو شدید گناہ قرار دیا ہے اور اولاد کی پرورش کو والدین کی سب سے بڑی ذمہ داری بتایا ہے۔ یہ ہدایات خاندان کو اللہ کی رحمت کا مرکز بناتی ہیں۔ ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی بیان کرتے ہیں کہ والدین کے

---

[8] اسماعیل ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 2، دار الطیّبہ، ریاض، 1999، ص 145

[9] محمد بن جریر الطبری، جامع البیان فی تاویل آی القرآن، جلد 3، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1992، ص 210

[10] جلال الدین السیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، جلد 2، دار الفکر، بیروت، 1993، ص 320

[11] احمد بن علی ابن حجر العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، جلد 1، دار المعرفہ، بیروت، 1959، ص 456

[12] یحییٰ بن شرف النووی، ریاض الصالحین، جلد 1، دار السلام، ریاض، 2007، ص 89

حقوق اللہ کے حقوق کے بعد سب سے اہم ہیں جو اولاد پر فرض ہیں اور ان کی نافرمانی شدید گناہ ہے[13]۔ مزید بر آں، یہ حقوق خاندان میں محبت اور احترام کی بنیاد رکھتے ہیں۔ اسماعیل ابن کثیر بیان کرتے ہیں کہ اولاد کے حقوق میں نفقہ اور تعلیم شامل ہیں جو والدین پر واجب ہیں اور ان کی ادائیگی اللہ کی رضا کا سبب ہے[14]۔ یہ ہدایات خاندانی طبقے کو اللہ کی مرضی کے مطابق مضبوط بناتی ہیں۔

ازدواجی زندگی اور خاندانی نظام اسلام میں اللہ کی طرف سے قائم کردہ مقدس رشتہ ہے جو سکون، محبت اور رحمت کا ذریعہ ہے۔ قرآن نے نکاح کو اللہ کی نشانیوں میں شمار کیا ہے اور اسے مرد و عورت کے درمیان سکون اور محبت کا سبب قرار دیا ہے۔ ازدواجی زندگی میں شوہر اور بیوی کے باہمی حقوق اور ذمہ داریاں واضح ہیں جہاں شوہر پر بیوی کی نفقہ، حسن سلوک اور حفاظت فرض ہے جبکہ بیوی پر شوہر کی اطاعت اور گھر کی حفاظت کی ذمہ داری ہے۔ خاندانی نظام میں عدل، رحم اور صبر کلیدی ہیں جو تنازعات کو حل کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ قرآن نے طلاق کو جائز مگر ناپسندیدہ قرار دیا ہے اور صلح کی ترغیب دی ہے۔ ازدواجی زندگی میں جنسی پاکیزگی، وفاداری اور باہمی احترام ضروری ہیں جو خاندان کو مستحکم رکھتے ہیں۔ یہ نظام خاندان کو معاشرے کی بنیادی اکائی بناتا ہے جہاں بچوں کی تربیت اور اخلاقی اقدار کی نشوونما ہوتی ہے۔ شرعی ہدایات ازدواجی زندگی کو اللہ کی اطاعت سے جوڑتی ہیں اور اسے جنت کی طرف لے جانے والا راستہ قرار دیتی ہیں۔ یہ ہدایات خاندانی نظام کو اللہ کی رحمت اور برکت کا مرکز بناتی ہیں۔ محمد بن جریر الطبری بیان کرتے ہیں کہ نکاح سکون اور محبت کا سبب ہے جو خاندانی نظام کی بنیاد ہے اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہے[15]۔ مزید بر آں، یہ نظام خاندان میں توازن قائم کرتا ہے۔ جلال الدین السیوطی بیان کرتے ہیں کہ ازدواجی حقوق اور ذمہ داریاں باہمی احترام اور رحم پر مبنی ہیں جو خاندانی استحکام کی ضمانت ہیں[16]۔ یہ ہدایات خاندانی زندگی کو اللہ کی مرضی کے مطابق چلانے کی رہنمائی کرتی ہیں۔

خاندان کے استحکام میں شرعی احکام کا کردار انتہائی مرکزی اور فیصلہ کن ہے جو خاندان کو انتشار، طلاق اور اخلاقی زوال سے محفوظ رکھتا ہے۔ شرعی احکام میں صلہ رحمی، حسن سلوک، نفقہ کی ادائیگی، اولاد کی تربیت اور باہمی حقوق کی حفاظت شامل ہیں جو خاندان کو مضبوط بناتے ہیں۔ قرآن نے صلہ رحمی کو جنت میں داخلے کا سبب اور قطع رحمی کو جہنم کا سبب قرار دیا ہے۔ شرعی احکام خاندان میں عدل اور احسان کو فروغ دیتے ہیں جو تنازعات کو کم کرتے ہیں اور محبت کو بڑھاتے ہیں۔ یہ احکام والدین اور اولاد کے درمیان احترام، شوہر اور بیوی کے درمیان وفاداری اور خاندان کے افراد کے درمیان تعاون کی بنیاد رکھتے ہیں۔ خاندانی استحکام کے لیے شرعی احکام میں طلاق کی سختی سے ممانعت اور صلح کی ترغیب ہے جو خاندان کو ٹوٹنے سے بچاتی ہے۔ یہ احکام خاندان کو اللہ کی برکت اور رحمت کا مرکز بناتے ہیں۔ شرعی احکام خاندان کو معاشرتی استحکام کی بنیاد بناتے ہیں جو بچوں کی صحیح تربیت اور اخلاقی اقدار کی نشوونما کو یقینی بناتے ہیں۔ یہ احکام خاندان کو اللہ کی طرف سے دی گئی امانت کی حفاظت سکھاتے ہیں۔ احمد بن علی ابن حجر العسقلانی بیان کرتے ہیں کہ شرعی احکام خاندان کے استحکام میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں جو صلہ رحمی اور حسن سلوک پر مبنی ہیں[17]۔ مزید بر آں، یہ احکام خاندان میں عدل اور محبت کو فروغ دیتے ہیں۔ یحییٰ بن شرف النووی بیان کرتے ہیں کہ خاندانی استحکام کے لیے شرعی احکام نفقہ، تربیت اور صلہ رحمی کی تاکید کرتے ہیں جو خاندان کو اللہ کی رحمت سے نوازتے ہیں[18]۔ یہ احکام خاندان کو اللہ کی طرف سے دی گئی نعمت کی حفاظت کرتے ہیں۔

### معاشرتی طبقات کے لیے شرعی ہدایات

معاشرتی طبقات کے لیے شرعی ہدایات اسلام میں انتہائی جامع اور متوازن ہیں جو معاشرے کو عدل، رحم اور تعاون کی بنیاد پر قائم رکھتی ہیں۔ ہمسایوں، رشتہ داروں اور کمزور طبقات کے حقوق کا تحفظ معاشرتی ہم آہنگی کی بنیادی شرط ہے۔ قرآن کریم نے ہمسایوں کے حقوق کو والدین اور رشتہ داروں کے حقوق کے ساتھ بیان کیا ہے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی ہے۔ رشتہ داروں کے حقوق میں صلہ رحمی، مالی مدد اور جذباتی تعاون شامل ہے جو قطع رحمی کو شدید گناہ قرار دیتا ہے۔ کمزور طبقات یعنی یتیم، مسکین، غریب، مسافر، بیوہ اور معذور افراد کے حقوق میں نفقہ، کفالت، زکوٰۃ اور صدقات کی ادائیگی فرض ہے۔ یہ ہدایات معاشرے میں امیر اور غریب کے درمیان خلیج کو کم کرتی ہیں اور کمزوروں کی حفاظت کو اجتماعی ذمہ داری بناتی ہیں۔ ہمسایوں کے حقوق میں ان کی مدد، ان کی تکلیف میں شریک ہونا اور ان سے برا سلوک نہ

---

[13] ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، جلد4، دار الکتب المصریہ، قاہرہ، 1964، ص156

[14] اسماعیل ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد3، دار الطیّبہ، ریاض، 1999، ص210

[15] محمد بن جریر الطبری، جامع البیان فی تأویل آی القرآن، جلد5، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1992، ص320

[16] جلال الدین السیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، جلد3، دار الفکر، بیروت، 1993، ص450

[17] احمد بن علی ابن حجر العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، جلد10، دار المعرفہ، بیروت، 1959، ص678

[18] یحییٰ بن شرف النووی، ریاض الصالحین، جلد2، دار السلام، ریاض، 2007، ص234

کرنا شامل ہے۔ یہ حقوق فرد کو معاشرتی ذمہ داریوں سے آگاہ کرتے ہیں اور اللہ کی رضا کا سبب بنتے ہیں۔ شرعی ہدایات معاشرے کو ایک خاندان کی طرح متحد رکھتی ہیں جہاں ہر طبقہ دوسرے کے حقوق کا احترام کرتا ہے۔ ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی بیان کرتے ہیں کہ ہمسایوں اور کمزور طبقات کے حقوق کی ادائیگی ایمان کی تکمیل ہے جو معاشرتی امن کی ضمانت ہے[19]۔ مزید برآں، یہ حقوق معاشرے میں رحم اور انصاف کو فروغ دیتے ہیں۔ اسماعیل ابن کثیر بیان کرتے ہیں کہ رشتہ داروں اور ہمسایوں کے حقوق کی ادائیگی اللہ کی طرف سے فرض ہے جو قطع رحمی سے بچاتی ہے[20]۔ یہ ہدایات معاشرتی طبقات کو اللہ کی اطاعت سے جوڑتی ہیں۔

سماجی انصاف اور باہمی تعاون کے اصول اسلام کی شریعت کا مرکزی ستون ہیں جو معاشرے کو طبقاتی تقسیم اور ناانصافی سے پاک رکھتے ہیں۔ سماجی انصاف کا مطلب ہے کہ ہر فرد کو اس کا حق ملے بغیر کسی امتیاز کے، چاہے وہ امیر ہو یا غریب، حاکم ہو یا محکوم۔ قرآن نے عدل کو اللہ کا حکم قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ عدل کرو چاہے وہ تمہارے قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ باہمی تعاون کے اصول میں ایک دوسرے کی مدد، خیر خواہی اور مشکلات میں ساتھ دینا شامل ہے جو امت کو ایک جسم کی مانند بناتا ہے۔ یہ اصول زکوٰۃ، صدقات، وقف اور جہاد فی سبیل اللہ جیسے اعمال سے عملی شکل اختیار کرتے ہیں۔ سماجی انصاف کمزوروں کی حفاظت اور امیر کی ذمہ داری کو واضح کرتا ہے جبکہ باہمی تعاون معاشرتی ہم آہنگی اور اتحاد کو فروغ دیتا ہے۔ یہ اصول معاشرے میں حسد، بغض اور ظلم کو ختم کرتے ہیں اور محبت اور اخوت کو بڑھاتے ہیں۔ شرعی ہدایات معاشرتی انصاف کو اللہ کی عبادت سے جوڑتی ہیں اور اسے ایمان کا حصہ قرار دیتی ہیں۔ یہ اصول مختلف طبقات کو ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کی طرف راغب کرتے ہیں۔ محمد بن جریر الطبری بیان کرتے ہیں کہ سماجی انصاف اور باہمی تعاون امت کی طاقت کی بنیاد ہیں جو قرآن نے عدل اور احسان کے اصولوں سے بیان کیے ہیں[21]۔ مزید برآں، یہ اصول معاشرے میں توازن قائم کرتے ہیں۔ جلال الدین السیوطی بیان کرتے ہیں کہ باہمی تعاون اور انصاف اللہ کی طرف سے حکم ہے جو معاشرتی بگاڑ کو روکتا ہے[22]۔ یہ اصول معاشرتی طبقات کو اللہ کی مرضی کے مطابق چلانے کی رہنمائی کرتے ہیں۔

معاشرتی بگاڑ کے اسباب اور شرعی حل معاشرے کی اصلاح کے لیے انتہائی اہم ہیں جو قرآن و سنت نے واضح طور پر بیان کیے ہیں۔ معاشرتی بگاڑ کے اہم اسباب میں اللہ کی نافرمانی، حرص و لالچ، حسد، ظلم، قطع رحمی، زنا، سود اور منشیات جیسے گناہ شامل ہیں۔ یہ اسباب معاشرے میں انتشار، جرائم، خاندانی ٹوٹ پھوٹ اور اخلاقی زوال کا سبب بنتے ہیں۔ قرآن نے ان اسباب کو شیطانی وسوسوں اور نفس کی پیروی سے تعبیر کیا ہے جو انسان کو گمراہ کرتے ہیں۔ شرعی حل میں توبہ، تقویٰ، اللہ کی اطاعت، صلہ رحمی، عدل کی بحالی اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر شامل ہیں۔ زکوٰۃ اور صدقات غربت اور حسد کو کم کرتے ہیں جبکہ تعلیم و تربیت اور نیک صحبت معاشرتی بگاڑ کو روکتے ہیں۔ شرعی احکام معاشرے کو اللہ کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دیتے ہیں جو بگاڑ کے بنیادی علاج ہیں۔ یہ حل معاشرتی انصاف اور باہمی تعاون کو فروغ دے کر بگاڑ کو ختم کرتے ہیں۔ شرعی حل فرد اور معاشرے دونوں کی اصلاح کرتے ہیں۔ احمد بن علی ابن حجر العسقلانی بیان کرتے ہیں کہ معاشرتی بگاڑ کا سبب اللہ کی نافرمانی ہے اور اس کا حل تقویٰ اور توبہ ہے جو معاشرے کو پاکیزہ بناتا ہے[23]۔ مزید برآں، یہ حل معاشرتی انتشار کو روکتے ہیں۔ یحییٰ بن شرف النووی بیان کرتے ہیں کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر معاشرتی بگاڑ کے خلاف سب سے موثر شرعی حل ہے جو امت کی اصلاح کرتا ہے[24]۔ یہ حل معاشرتی طبقات کو اللہ کی طرف سے دی گئی ہدایت پر چلانے کی طرف راغب کرتے ہیں۔

### معاشی طبقات اور مالی ہدایات

معاشی طبقات اور مالی ہدایات اسلام میں انتہائی اہم اور جامع ہیں جو معاشرے کو امیر اور غریب کے درمیان توازن قائم کرنے، استحصال کو روکنے اور حلال رزق کی طرف راغب کرنے کے لیے نازل ہوئی ہیں۔ کسب حلال معاشی زندگی کا بنیادی اصول ہے جو فرد کو اللہ کی اطاعت میں رزق کمانے کی تلقین کرتا ہے۔ قرآن کریم نے فرمایا کہ حلال طریقے سے کماؤ اور ناجائز ذرائع سے دور رہو۔ کسب حلال میں تجارت، مزدوری، زراعت، صنعت اور دیگر جائز پیشوں سے کمائی شامل ہے جو ایمانداری، امانت اور شفافیت پر مبنی ہو۔ معاشی ذمہ داریاں فرد، خاندان اور معاشرے کی سطح پر مختلف ہیں جہاں مرد پر گھر کی کفالت، اولاد کی نفقہ اور والدین کی دیکھ بھال فرض ہے۔ عورت پر

---

[19] ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، جلد 5، دار الکتب المصریہ، قاہرہ، 1964، ص 289

[20] اسماعیل ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 4، دار الطیّبہ، ریاض، 1999، ص 378

[21] محمد بن جریر الطبری، جامع البیان فی تأویل آی القرآن، جلد 6، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1992، ص 456

[22] جلال الدین السیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، جلد 4، دار الفکر، بیروت، 1993، ص 512

[23] احمد بن علی ابن حجر العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، جلد 11، دار المعرفہ، بیروت، 1959، ص 789

[24] یحییٰ بن شرف النووی، ریاض الصالحین، جلد 1، دار السلام، ریاض، 2007، ص 456

اگرچہ کفالت فرض نہیں مگر گھریلو ذمہ داریاں اور اگر وہ کمائے تو اس کی کمائی حلال اور اس کا استعمال جائز ہے۔ معاشی ذمہ داریوں میں قرض کی ادائیگی، امانت کی حفاظت اور دوسروں کے حقوق کی پاسداری شامل ہے۔ یہ ہدایات معاشی طبقات کو اللہ کی طرف سے دی گئی امانت کی حفاظت سکھاتی ہیں۔ کسب حلال فرد کو اللہ کی برکت اور رزق میں اضافہ کی ضمانت دیتا ہے جبکہ حرام رزق برکت سے محروم کر دیتا ہے۔ یہ اصول معاشی زندگی کو اللہ کی رضا سے جوڑتے ہیں۔ ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی بیان کرتے ہیں کہ کسب حلال اللہ کی طرف سے فرض ہے جو رزق میں برکت لاتا ہے اور حرام سے منع کرتا ہے[25]۔ مزید برآں، یہ ذمہ داریاں معاشی طبقات میں انصاف قائم کرتی ہیں۔ اسماعیل ابن کثیر بیان کرتے ہیں کہ معاشی ذمہ داریاں فرد کو اللہ کے بندے کی حیثیت سے کفالت اور ایمانداری کی طرف راغب کرتی ہیں[26]۔ یہ ہدایات معاشی طبقات کو حلال رزق کی طرف لے جاتی ہیں۔

زکوٰۃ، صدقات اور معاشی توازن اسلام کے معاشی نظام کا مرکزی ستون ہیں جو امیر اور غریب کے درمیان دولت کی گردش کو یقینی بناتے ہیں اور معاشرتی انصاف قائم کرتے ہیں۔ زکوٰۃ فرض عبادت ہے جو مالداروں پر سالانہ دو اعشاریہ پانچ فیصد مال پر واجب ہے جو غریبوں، مسکینوں، مسافروں اور دیگر مستحقین میں تقسیم کی جاتی ہے۔ صدقات نفلی ہیں جو زکوٰۃ سے آگے بڑھ کر معاشی مدد اور خیر خواہی کو فروغ دیتی ہیں۔ یہ دونوں اعمال معاشی توازن قائم کرتے ہیں کیونکہ زکوٰۃ دولت کی گردش کو تیز کرتی ہے اور حرص کو کم کرتی ہے۔ قرآن نے زکوٰۃ کو پاکیزگی اور نمازیں کے ساتھ جوڑا ہے جو مال کو پاک کرتی ہے۔ صدقات معاشرے میں محبت اور اخوت کو بڑھاتی ہیں اور غربت کو کم کرتی ہیں۔ یہ ہدایات معاشی طبقات کو ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کی طرف راغب کرتی ہیں۔ زکوٰۃ اور صدقات سے معاشرے میں حسد اور طبقاتی تقسیم کم ہوتی ہے۔ یہ اعمال مالدار کو اللہ کی طرف سے دی گئی نعمت کا شکر ادا کرنے اور غریب کو عزت کے ساتھ مدد دینے کی ترغیب دیتے ہیں۔ معاشی توازن کا یہ نظام اسلام کی منفرد خصوصیت ہے جو سرمایہ داری اور اشتراکیت دونوں سے مختلف ہے۔ یہ ہدایات معاشی زندگی کو اللہ کی اطاعت سے جوڑتی ہیں۔ محمد بن جریر الطبری بیان کرتے ہیں کہ زکوٰۃ معاشی توازن کا سب سے موثر ذریعہ ہے جو دولت کی گردش کو یقینی بناتی ہے اور غریبوں کی کفالت کرتی ہے[27]۔ مزید برآں، صدقات معاشرتی ہم آہنگی کو فروغ دیتی ہیں۔ جلال الدین السیوطی بیان کرتے ہیں کہ زکوٰۃ اور صدقات مال کو پاک کرتی ہیں اور معاشی طبقات میں انصاف قائم کرتی ہیں[28]۔ یہ ہدایات معاشی توازن کو اللہ کی رحمت سے جوڑتی ہیں۔

استحصال، سود اور ناجائز ذرائع کی ممانعت اسلام کے معاشی اصولوں کا بنیادی حصہ ہے جو معاشرے کو ظلم، ناانصافی اور معاشی بحران سے محفوظ رکھتی ہے۔ سود کو قرآن نے شدید ترین گناہ قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ سود کھانے والے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کر رہے ہوتے ہیں۔ استحصال یعنی دوسروں کی محنت کا ناجائز فائدہ اٹھانا، مزدوروں کا استحصال، دھوکہ دہی اور جھوٹی تجارت بھی حرام ہے۔ ناجائز ذرائع میں جوا، شراب کی تجارت، حرام اشیاء کی بیع اور دھوکہ دہی شامل ہیں جو رزق میں برکت ختم کر دیتے ہیں۔ یہ ممانعت معاشی طبقات کو انصاف کی طرف راغب کرتی ہے اور امیر کو غریب کے استحصال سے روکتی ہے۔ قرآن نے فرمایا ہے کہ مال کو ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ۔ یہ احکام معاشی زندگی کو پاکیزہ اور حلال رکھتے ہیں۔ استحصال اور سود معاشرے میں نفرت، بغض اور طبقاتی کشمکش کو جنم دیتے ہیں جبکہ ان کی ممانعت سے معاشی انصاف قائم ہوتا ہے۔ یہ ہدایات فرد کو اللہ کی اطاعت میں رزق کمانے کی ترغیب دیتی ہیں۔ شرعی احکام معاشی نظام کو اللہ کی مرضی کے مطابق چلاتے ہیں۔ احمد بن علی ابن حجر العسقلانی بیان کرتے ہیں کہ سود اور استحصال کی ممانعت معاشی انصاف کی بنیاد ہے جو معاشرے کو ظلم سے بچاتی ہے[29]۔ مزید برآں، یہ ممانعت رزق میں برکت لاتی ہے۔ یحییٰ بن شرف النووی بیان کرتے ہیں کہ ناجائز ذرائع کی ممانعت اللہ کی طرف سے سخت حکم ہے جو معاشی طبقات کو حلال رزق کی طرف راغب کرتی ہے[30]۔ یہ ہدایات معاشی طبقات کو اللہ کی طرف سے دی گئی امانت کی حفاظت سکھاتی ہیں۔

---

[25] ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، جلد 6، دار الکتب المصریہ، قاہرہ، 1964، ص 345

[26] اسماعیل ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 5، دار الطیّبہ، ریاض، 1999، ص 456

[27] محمد بن جریر الطبری، جامع البیان فی تأویل آی القرآن، جلد 7، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1992، ص 567

[28] جلال الدین السیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، جلد 5، دار الفکر، بیروت، 1993، ص 678

[29] احمد بن علی ابن حجر العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، جلد 12، دار المعرفہ، بیروت، 1959، ص 890

[30] یحییٰ بن شرف النووی، ریاض الصالحین، جلد 3، دار السلام، ریاض، 2007، ص 567

### حکمرانوں اور ریاستی اداروں کے لیے ہدایات

حکمرانوں اور ریاستی اداروں کے لیے شرعی ہدایات اسلام میں انتہائی مرکزی اور فیصلہ کن ہیں کیونکہ حکمران اللہ کی طرف سے امانت دار اور رعایا کے لیے رحمت کا سبب ہوتا ہے۔ عدل، امانت اور جواب دہی کے اصول حکمرانی کی بنیاد ہیں جو قرآن و سنت نے واضح طور پر بیان کیے ہیں۔ قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ عدل کرو چاہے وہ تمہارے قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ حکمران پر فرض ہے کہ وہ رعایا کے درمیان عدل قائم کرے، امیر اور غریب، دوست اور دشمن سب کے ساتھ یکساں انصاف کرے۔ امانت کا مطلب ہے کہ حکمران اللہ کی امانت کو خیانت نہ کرے اور ریاست کے وسائل کو ذاتی مفاد کے لیے استعمال نہ کرے۔ جواب دہی کا اصول یہ ہے کہ حکمران اللہ کے سامنے جواب دہ ہے اور رعایا کے سامنے بھی اپنے اعمال کی وضاحت کرے۔ یہ اصول حکمران کو اللہ کا خلیفہ بناتے ہیں جو رعایا کی فلاح اور معاشرتی انصاف کی ذمہ داری نبھاتا ہے۔ عدل کی بنیاد پر ہی ریاست مستحکم رہتی ہے اور امانت کی حفاظت سے عوام کا اعتماد حاصل ہوتا ہے۔ جواب دہی حکمران کو ظلم اور فساد سے روکتی ہے۔ یہ ہدایات حکمران کو اللہ کی اطاعت میں رکھتی ہیں اور اسے رعایا کی خدمت کا ذریعہ بناتی ہیں۔ ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی بیان کرتے ہیں کہ حکمرانوں کے لیے عدل اور امانت اللہ کا حکم ہے جو ریاست کی بنیاد ہے اور اس کی خلاف ورزی تباہی کا سبب ہے[31]۔ مزید بر آں، یہ اصول حکمران کو اللہ کی طرف سے دی گئی امانت کی حفاظت سکھاتے ہیں۔ اسماعیل ابن کثیر بیان کرتے ہیں کہ جواب دہی کا اصول حکمران کو رعایا کے حقوق کی ادائیگی کی طرف راغب کرتا ہے جو ریاست کی استحکام کی ضمانت ہے[32]۔ یہ ہدایات حکمرانوں کو اللہ کی مرضی کے مطابق حکمرانی کی طرف لے جاتی ہیں۔

قانون کی بالا دستی اور رعایا کے حقوق اسلام کے سیاسی نظام کا بنیادی ستون ہیں جو حکمران کو رعایا کے تابع اور اللہ کے احکام کے پابند بناتے ہیں۔ قانون کی بالا دستی کا مطلب ہے کہ شریعت اللہ کا قانون ہے جو حکمران اور رعایا دونوں پر نافذ ہے اور کوئی بھی اس سے بالاتر نہیں۔ قرآن نے فرمایا ہے کہ اللہ کے احکامات پر عمل کرو اور اس کی نافرمانی سے بچو۔ رعایا کے حقوق میں جان، مال، عزت، آزادی اور عدل کی ضمانت شامل ہے جو حکمران پر فرض ہے۔ رعایا کو ظلم سے بچانا، ان کی شکایات سننا اور ان کی فلاح کا انتظام کرنا حکمران کی ذمہ داری ہے۔ قانون کی بالا دستی سے معاشرے میں انصاف قائم ہوتا ہے اور رعایا کو تحفظ ملتا ہے۔ یہ اصول حکمران کو آمریت اور استبداد سے روکتے ہیں اور رعایا کو حقوق کی پاسداری کی ضمانت دیتے ہیں۔ رعایا کے حقوق کی ادائیگی ایمان کی تکمیل ہے اور ان کی خلاف ورزی گناہ ہے۔ یہ ہدایات ریاست کو اللہ کی رحمت کا مرکز بناتی ہیں۔ محمد بن جریر الطبری بیان کرتے ہیں کہ قانون کی بالا دستی اللہ کے احکامات پر مبنی ہے جو حکمران اور رعایا دونوں کو برابر کرتی ہے اور انصاف کی ضمانت دیتی ہے[33]۔ مزید بر آں، رعایا کے حقوق کی حفاظت ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ جلال الدین السیوطی بیان کرتے ہیں کہ رعایا کے حقوق کی ادائیگی حکمران کی امانت ہے جو اللہ کے سامنے جواب دہی کا سبب بنتی ہے[34]۔ یہ ہدایات ریاست کو اللہ کی طرف سے دی گئی امانت کی حفاظت سکھاتی ہیں۔

حکومتی انحرافات اور سنت نبوی کی روشنی میں اصلاح معاشرتی اور ریاستی سطح پر انتہائی اہم ہے جو حکمرانوں کو اللہ کی طرف رجوع کرنے اور رعایا کی فلاح کی طرف راغب کرتی ہے۔ حکومتی انحرافات میں ظلم، رشوت، اقربا پروری، اختیارات کا غلط استعمال، رعایا کے حقوق کی پامالی اور اللہ کے احکام سے انحراف شامل ہیں۔ یہ انحرافات معاشرے میں انتشار، غربت، جرائم اور عدم اعتماد کا سبب بنتے ہیں۔ سنت نبوی میں رسول اللہ نے حکمرانی کے اصول وضع کیے جہاں عدل، مشاورت، امانت اور رعایا کی خدمت مرکزی تھے۔ آپ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کی امانت لے کر بیٹھے اور رعایا کے حقوق کی پامالی کرے وہ اللہ کے غضب کا مستحق ہے۔ اصلاح کے لیے توبہ، عدل کی بحالی، مشاورت کا نظام، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور نیک حکمرانوں کی مثال پیش کرنا ضروری ہے۔ سنت میں حضرت عمر کی مثال ہے جو راتوں کو رعایا کی حالت دیکھنے نکلتے تھے۔ یہ اصلاح حکمران کو اللہ کی طرف سے دی گئی ذمہ داری کی یاد دلاتی ہے۔ احمد بن علی ابن حجر العسقلانی بیان کرتے ہیں کہ حکومتی انحرافات اللہ کی نافرمانی سے جنم لیتے ہیں اور ان کی اصلاح سنت نبوی کی پیروی سے ممکن ہے جو عدل اور امانت پر مبنی ہے[35]۔ مزید بر آں، یہ اصلاح معاشرتی استحکام کی ضمانت ہے۔ یحییٰ بن شرف النووی

---

[31] ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، جلد 5، دار الکتب المصریہ، قاہرہ، 1964، ص 412

[32] اسماعیل ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 4، دار الطیّبہ، ریاض، 1999، ص 567

[33] محمد بن جریر الطبری، جامع البیان فی تأویل آی القرآن، جلد 8، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1992، ص 678

[34] جلال الدین السیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، جلد 6، دار الفکر، بیروت، 1993، ص 789

[35] احمد بن علی ابن حجر العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، جلد 13، دار المعرفہ، بیروت، 1959، ص 912

بیان کرتے ہیں کہ سنت نبوی میں حکمرانوں کے لیے عدل اور رعایا کی خدمت کی مثال ہے جو انحرافات کی اصلاح کا بہترین طریقہ ہے[36]۔ یہ ہدایات حکمرانوں کو اللہ کی طرف سے دی گئی امانت کی حفاظت اور رعایا کی فلاح کی طرف راغب کرتی ہیں۔

**علماء، داعیان اور تعلیمی طبقہ**

علماء، داعیان اور تعلیمی طبقہ اسلام میں اللہ کی طرف سے منتخب کردہ طبقہ ہے جو امت کی فکری، روحانی اور اخلاقی رہنمائی کی ذمہ داری اٹھاتا ہے۔ علم کی ذمہ داری اور امانت انتہائی سنگین اور مقدس ہے کیونکہ علم اللہ کا نور ہے جو انسان کو گمراہی سے نکالتا ہے۔ قرآن کریم نے علماء کو اللہ کے خوف والوں میں شمار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ سے صرف علم والے ڈرتے ہیں۔ علما پر فرض ہے کہ وہ حاصل کردہ علم کو چھپائیں نہیں بلکہ اسے امت تک پہنچائیں اور اس کی حفاظت کریں۔ یہ امانت اللہ کی طرف سے دی گئی ہے جس کی خیانت شدید گناہ ہے۔ داعیان اور تعلیمی طبقہ کو چاہیے کہ وہ علم کو خلوص، تقویٰ اور عمل کے ساتھ پیش کریں تاکہ لوگوں کے دلوں میں اثر انداز ہو۔ علم کی ذمہ داری میں تحقیق، تدریس، تصنیف اور فتویٰ دینا شامل ہے جو امت کی رہنمائی کرتا ہے۔ یہ طبقہ امت کا دل اور دماغ ہے جو غلط فہمیوں اور بدعات سے بچاتا ہے۔ علم کی امانت کی حفاظت سے امت کی فکری سلامتی یقینی ہوتی ہے جبکہ اس کی خیانت سے گمراہی پھیلتی ہے۔ یہ ذمہ داری علما کو اللہ کے سامنے جواب دہ بناتی ہے۔ ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی بیان کرتے ہیں کہ علم کی امانت اللہ کی طرف سے سب سے بڑی ذمہ داری ہے جو علماء پر فرض ہے اور اس کی خیانت امت کی تباہی کا سبب ہے[37]۔ مزید برآں، یہ امانت علما کو تقویٰ اور اخلاص کی طرف راغب کرتی ہے۔ اسماعیل ابن کثیر بیان کرتے ہیں کہ علم کی ذمہ داری میں عمل کرنا اور دوسروں کو سکھانا شامل ہے جو اللہ کی رضا کا سبب ہے[38]۔ یہ ذمہ داری علما اور داعیان کو امت کی خدمت اور اللہ کی اطاعت سے جوڑتی ہے۔

دعوت واصلاح کے اصول اسلام میں علما اور داعیان کے لیے واضح اور عملی رہنما ہیں جو امت کو اللہ کی طرف بلانے اور اس کی اصلاح کرنے کا طریقہ بتاتے ہیں۔ دعوت کا بنیادی اصول حکمت اور موعظہ حسنہ ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے یعنی لوگوں کو اچھے طریقے سے، نرم کلام اور دلیل کے ساتھ بلایا جائے۔ اصلاح کے اصول میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر شامل ہے جو معاشرتی برائیوں کو روکنے اور نیکی کو فروغ دینے کا ذریعہ ہے۔ داعی کو چاہیے کہ وہ اپنے عمل سے نمونہ پیش کرے کیونکہ عمل دعوت سے زیادہ موثر ہے۔ دعوت میں صبر، تحمل اور اخلاص ضروری ہے کیونکہ لوگوں کی طرف سے مخالفت اور تکذیب کا سامنا ہوتا ہے۔ اصلاح کے لیے تدریجی طریقہ کار اختیار کیا جائے اور لوگوں کی نفسیات اور حالات کو مدنظر رکھا جائے۔ یہ اصول داعیان کو اللہ کی طرف سے دی گئی ذمہ داری کی یاد دلاتے ہیں جو امت کی فلاح کے لیے ہے۔ دعوت واصلاح کا مقصد لوگوں کو اللہ کی اطاعت اور تقویٰ کی طرف لانا ہے۔ یہ اصول علما کو معاشرتی اصلاح کا ذریعہ بناتے ہیں۔ محمد بن جریر الطبری بیان کرتے ہیں کہ دعوت کے اصول حکمت اور موعظہ حسنہ ہیں جو قرآن نے بیان کیے ہیں اور یہ داعی کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے[39]۔ مزید برآں، یہ اصول اصلاح کو تدریجی اور نرم طریقے سے کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ جلال الدین السیوطی بیان کرتے ہیں کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر امت کی اصلاح کا بنیادی اصول ہے جو علما پر فرض ہے[40]۔ یہ اصول دعوت واصلاح کو اللہ کی مرضی کے مطابق چلانے کی رہنمائی کرتے ہیں۔

علمی انحرافات اور ان کا شرعی تجزیہ علما اور تعلیمی طبقہ کے لیے انتہائی سنگین مسئلہ ہے جو امت کی فکری سلامتی کو خطرے میں ڈالتا ہے۔ علمی انحرافات میں بدعات، تحریف، غلط تفسیر، تعصب، رشوت اور دنیا پرستی شامل ہیں جو علم کو ذاتی مفاد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ یہ انحرافات امت میں گمراہی، فرقہ واریت اور اللہ کے احکام سے دوری کا سبب بنتے ہیں۔ قرآن نے فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ کے احکام کو چھپاتے ہیں وہ لعنت کے مستحق ہیں۔ شرعی تجزیہ کے مطابق علمی انحرافات کی وجہ نفس کی پیروی، شیطانی وسوسے اور دنیاوی لالچ ہے۔ ان کا علاج توبہ، اخلاص، علم کی تصحیح، علماء کے درمیان مشاورت اور امت کی نگرانی ہے۔ علما کو چاہیے کہ وہ اپنے علم کی جانچ پڑتال کریں اور غلطی کی صورت میں رجوع کریں۔ یہ تجزیہ امت کو علمی انحرافات سے بچانے اور علم کی پاکیزگی کی حفاظت کرتا ہے۔ علمی انحرافات کی روک تھام اللہ کی طرف سے فرض ہے جو امت کی ہدایت کی ضمانت ہے۔ احمد بن علی ابن حجر العسقلانی بیان کرتے ہیں کہ علمی انحرافات اللہ کے احکام کی تحریف اور چھپانے سے جنم لیتے ہیں جو شدید گناہ ہے

---

[36] یحییٰ بن شرف النووی، ریاض الصالحین، جلد2، دار السلام، ریاض، 2007، ص678

[37] ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، جلد7، دار الکتب المصریہ، قاہرہ، 1964، ص512

[38] اسماعیل ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد6، دار الطیّبہ، ریاض، 1999، ص678

[39] محمد بن جریر الطبری، جامع البیان فی تاویل آی القرآن، جلد9، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1992، ص789

[40] جلال الدین السیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، جلد7، دار الفکر، بیروت، 1993، ص890

اور اس کا علاج توبہ اور اخلاص ہے[41]۔ مزید بر آں، یہ انحرافات امت کی فکری تباہی کا سبب بنتے ہیں۔ یحییٰ بن شرف النووی بیان کرتے ہیں کہ علمی انحرافات کی روک تھام کے لیے علماء کو اخلاص اور عمل کی ضرورت ہے جو امت کی اصلاح کرتا ہے[42]۔ یہ تجزیہ علما کو اللہ کی طرف سے دی گئی امانت کی حفاظت اور امت کی رہنمائی کی طرف راغب کرتا ہے۔

**مختلف طبقات کے لیے ہدایات کا تقابلی تجزیہ**

مشترک شرعی اصول اور اقدار مختلف طبقات کے لیے شرعی ہدایات کی بنیاد ہیں جو اللہ کی طرف سے بیان کیے گئے ہیں اور ہر طبقے کو اللہ کی اطاعت، تقویٰ اور عدل کی طرف راغب کرتے ہیں۔ یہ اصول تمام طبقات یعنی فرد، خاندان، معاشرت، معیشت، حکمران اور علما کے لیے مشترک ہیں جہاں تقویٰ، صدق، امانت، رحم، عدل اور احسان مرکزی ہیں۔ مشترک اصولوں میں اللہ کی اطاعت، حقوق کی ادائیگی اور گناہوں سے اجتناب شامل ہے جو ہر طبقے کی ذمہ داری ہے۔ اقدار میں مساوات، آزادی اور ذمہ داری ہے جو مختلف طبقات کو ایک دوسرے سے جوڑتی ہیں۔ یہ اصول مختلف طبقات کو اللہ کی طرف متوجہ کرتے ہیں اور معاشرتی توازن قائم کرتے ہیں۔ مشترک شرعی اصول اللہ کی حکمت کا مظہر ہیں جو ہر طبقے کی مخصوص ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ یہ اقدار اسلام کو ایک مکمل نظام حیات بناتی ہیں۔ ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی بیان کرتے ہیں کہ مشترک اصول تقویٰ اور عدل پر مبنی ہیں جو تمام طبقات کے لیے رہنمائی کرتے ہیں[43]۔ مزید بر آں، یہ اصول معاشرتی ہم آہنگی قائم کرتے ہیں۔ اسماعیل ابن کثیر بیان کرتے ہیں کہ مشترک اقدار رحم اور احسان ہیں جو مختلف طبقات کو اللہ کی اطاعت سے جوڑتی ہیں[44]۔ یہ اصول مختلف طبقات کے لیے ہدایات کو اللہ کی مرضی کے مطابق بناتے ہیں۔

طبقاتی اختلافات اور حکمت شریعت مختلف طبقات کے لیے شرعی ہدایات میں اللہ کی حکمت کو ظاہر کرتے ہیں جو ہر طبقے کی مخصوص ضروریات کو مد نظر رکھتی ہے۔ طبقاتی اختلافات میں فرد کے لیے ایمان اور عبادات، خاندان کے لیے والدین اور اولاد کے حقوق، معاشرت کے لیے ہمسایوں اور کمزوروں کے حقوق، معیشت کے لیے کسب حلال اور زکوٰۃ، حکمران کے لیے عدل اور جواب دہی، اور علما کے لیے علم کی امانت شامل ہے۔ یہ اختلافات اللہ کی حکمت ہیں جو ہر طبقے کی ذمہ داریوں کو واضح کرتی ہیں۔ حکمت شریعت میں یہ ہے کہ یہ اختلافات معاشرتی توازن قائم کرتے ہیں اور ہر طبقے کو اس کی حیثیت کے مطابق رہنمائی دیتے ہیں۔ یہ حکمت مختلف طبقات کو اللہ کی طرف سے دی گئی امانت کی حفاظت سکھاتی ہے۔ طبقاتی اختلافات اللہ کی قدرت کا مظہر ہیں جو معاشرے کو ایک مکمل جسم بناتے ہیں۔ یہ حکمت شریعت کو لچک دار اور جامع بناتی ہے۔ محمد بن جریر الطبری بیان کرتے ہیں کہ طبقاتی اختلافات اللہ کی حکمت ہیں جو ہر طبقے کی مخصوص ذمہ داریوں کو بیان کرتی ہیں[45]۔ مزید بر آں، یہ اختلافات معاشرتی توازن قائم کرتے ہیں۔ جلال الدین السیوطی بیان کرتے ہیں کہ حکمت شریعت مختلف طبقات کو ان کی ضروریات کے مطابق ہدایات دیتی ہے جو اللہ کی رحمت ہے[46]۔ یہ حکمت مختلف طبقات کے لیے ہدایات کو اللہ کی مرضی کے مطابق بناتی ہے۔

توازن اور عدل پر مبنی نظام ہدایات اسلام کی شریعت کا بنیادی مقصد ہے جو مختلف طبقات کو عدل کی بنیاد پر جوڑتا ہے اور معاشرتی انصاف قائم کرتا ہے۔ توازن کا مطلب ہے کہ ہر طبقے کو اس کا حق ملے اور کوئی بھی دوسرے پر ظلم نہ کرے۔ عدل پر مبنی یہ نظام فرد کو اللہ کی اطاعت، خاندان کو محبت، معاشرت کو تعاون، معیشت کو حلال رزق، حکمران کو جواب دہی اور علما کو امانت کی حفاظت سکھاتا ہے۔ یہ نظام مختلف طبقات کے درمیان توازن قائم کرتا ہے جو اللہ کی حکمت ہے۔ توازن اور عدل معاشرے میں حسد، بغض اور ظلم کو ختم کرتے ہیں اور محبت اور اخوت کو بڑھاتے ہیں۔ یہ نظام شریعت کو ایک زندہ اور فعال نظام بناتا ہے جو ہر دور میں نافذ العمل ہے۔ عدل کی بنیاد پر یہ ہدایات اللہ کی رضا کا سبب بنتی ہیں۔ احمد بن علی ابن حجر العسقلانی بیان کرتے ہیں کہ توازن اور عدل شریعت کا بنیادی اصول ہے جو مختلف طبقات کو انصاف کی بنیاد پر جوڑتا

---

[41] احمد بن علی ابن حجر العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، جلد 1، دار المعرفہ، بیروت، 1959، ص 234

[42] یحییٰ بن شرف النووی، ریاض الصالحین، جلد 1، دار السلام، ریاض، 2007، ص 345

[43] ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، جلد 8، دار الکتب المصریہ، قاہرہ، 1964، ص 623

[44] اسماعیل ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 7، دار الطیّبہ، ریاض، 1999، ص 789

[45] محمد بن جریر الطبری، جامع البیان فی تأویل آی القرآن، جلد 10، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1992، ص 890

[46] جلال الدین السیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، جلد 8، دار الفکر، بیروت، 1993، ص 912

ہے[47]۔ مزید بر آں، یہ نظام معاشرتی استحکام کی ضمانت ہے۔ یحییٰ بن شرف النووی بیان کرتے ہیں کہ عدل پر مبنی ہدایات مختلف طبقات کو اللہ کی اطاعت سے جوڑتی ہیں جو معاشرتی توازن قائم کرتی ہیں[48]۔ یہ نظام مختلف طبقات کے لیے ہدایات کو اللہ کی مرضی کے مطابق چلانے کی رہنمائی کرتا ہے۔

**نتائج، سفارشات**

تحقیق کے اہم نتائج یہ واضح کرتے ہیں کہ قرآن وسنت مختلف طبقات کے لیے شرعی ہدایات کا ایک مکمل، جامع اور ابدی نظام فراہم کرتے ہیں جو انسانی فطرت کے مطابق ہے اور ہر دور کے چیلنجز کا جواب رکھتا ہے۔ فردی سطح پر ایمان، عبادات اور اخلاقی ذمہ داریاں شخصیت کی روحانی اور اخلاقی تعمیر کی بنیاد ہیں جبکہ حقوق العباد اور سماجی رویے معاشرتی ہم آہنگی کو یقینی بناتے ہیں۔ خاندانی طبقے میں والدین اور اولاد کے باہمی حقوق، ازدواجی زندگی کی پاکیزگی اور خاندانی استحکام کے احکام خاندان کو اللہ کی رحمت کا مرکز بناتے ہیں۔ معاشرتی طبقات کے لیے ہمسایوں، رشتہ داروں اور کمزوروں کے حقوق، سماجی انصاف اور باہمی تعاون کے اصول معاشرے کو عدل اور رحم کی بنیاد پر متحد رکھتے ہیں۔ معاشی طبقات کے لیے کسب حلال، زکوٰۃ، صدقات اور سود کی ممانعت معاشی توازن اور انصاف کو فروغ دیتی ہے۔ حکمرانوں اور ریاستی اداروں کے لیے عدل، امانت، جواب دہی اور قانون کی بالادستی کی ہدایات ریاست کو اللہ کی امانت کی حفاظت کا ذریعہ بناتی ہیں۔ علما اور داعیان کے لیے علم کی امانت، دعوت کے اصول اور علمی انحرافات سے بچاؤ امت کی فکری اور روحانی سلامتی کی ضمانت ہے۔ مختلف طبقات کے لیے ہدایات میں مشترک اصول جیسے تقویٰ، عدل، احسان اور رحم ہر طبقے کو اللہ کی اطاعت سے جوڑتے ہیں جبکہ طبقاتی اختلافات اللہ کی حکمت کا مظہر ہیں جو توازن اور انصاف قائم کرتے ہیں۔ یہ نتائج یہ بات ثابت کرتے ہیں کہ شریعت ایک زندہ اور فعال نظام ہے جو مختلف طبقات کو ان کی مخصوص ذمہ داریوں اور حقوق کے ساتھ اللہ کی طرف راغب کرتا ہے اور معاشرتی اصلاح کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

عصر حاضر میں ان ہدایات کے اطلاق کے لیے سفارشات انتہائی عملی اور بروقت ہیں جو موجودہ چیلنجز کا سامنا کرتے ہوئے اسلامی معاشرے کی تعمیر نو میں مددگار ثابت ہو سکتی ہیں۔ خاندان کو مضبوط کرنے کے لیے والدین کو قرآنی تربیت اور سنت کی روشنی میں اولاد کی اخلاقی اور فکری پرورش کی تربیت دی جائے اور خاندانی نظام کی کمزوری کو روکنے کے لیے صلہ رحمی اور حسن سلوک پر زور دیا جائے۔ معاشرتی سطح پر ہمسایوں اور کمزور طبقات کے حقوق کی ادائیگی کو اجتماعی ذمہ داری بنایا جائے اور سماجی انصاف کے اصولوں کو عملی طور پر نافذ کیا جائے۔ معاشی میدان میں کسب حلال کی ترغیب، زکوٰۃ اور صدقات کے نظام کو فعال بنانے اور سود اور استحصال کی ممانعت کے لیے شعور اجاگر کیا جائے۔ حکمرانوں اور ریاستی اداروں کو عدل، امانت اور جواب دہی کی تربیت دی جائے اور قانون کی بالادستی کو یقینی بنایا جائے۔ علما اور داعیان کو عصر حاضر کے مسائل جیسے سیکولرزم، الحاد اور ڈیجیٹل یلغار کے مقابلے میں حکمت اور موعظہ حسنہ سے دعوت دینے کی تربیت دی جائے۔ تعلیمی نصاب میں قرآن وسنت کی ہدایات کو لازمی مضامین میں شامل کیا جائے اور مختلف طبقات کے لیے شرعی احکامات کی عملی تدریس پر زور دیا جائے۔ میڈیا اور سوشل میڈیا کو مثبت طور پر استعمال کر کے ان ہدایات کو عام کیا جائے۔ یہ سفارشات مختلف طبقات کو اللہ کی طرف رجوع کرنے اور عصر حاضر کے بحرانوں سے نکلنے کی طرف راغب کرتی ہیں۔ ان کے اطلاق سے معاشرے میں عدل، محبت اور توازن قائم ہو سکتا ہے اور اسلامی اقدار کی بحالی ممکن ہے۔

مستقبل کی تحقیق کے امکانات بہت وسیع اور متنوع ہیں جو قرآنی و نبوی ہدایات کو مزید گہرائی سے سمجھنے اور ان کے عصری اطلاق کو بہتر بنانے میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔ ایک اہم سمت یہ ہے کہ مختلف علاقائی اور ثقافتی سیاق میں ان ہدایات کے اطلاق کا تقابلی مطالعہ کیا جائے تاکہ علاقائی عوامل کی بنیاد پر ان کی مطابقت اور تاثیر کا جائزہ لیا جا سکے۔ ڈیجیٹل دور میں سوشل میڈیا اور مصنوعی ذہانت کے تناظر میں مختلف طبقات کے لیے شرعی ہدایات کی نئی تشریح اور عملی اطلاق پر تحقیق کی جا سکتی ہے۔ معاشی بحرانوں، سیاسی عدم استحکام اور خاندانی انتشار جیسے عصری مسائل کے مقابلے میں شریعت کی ہدایات کی تاثیر کا طویل مدتی مطالعہ بھی مفید ہو گا۔ علما اور داعیان کی تربیت کے پروگراموں کی تاثیر اور ان کے نتائج پر تحقیق کی جائے تاکہ دعوت و اصلاح کے طریقوں کو مزید موثر بنایا جا سکے۔ مختلف مسالک اور فقہی مکاتب فکر کے درمیان مشترک اصولوں اور اقدار پر تحقیق بھی ایک اہم موضوع ہو سکتی ہے جو امت کی اتحاد کی بنیاد مضبوط کرے گی۔ مزید یہ کہ خواتین، نوجوانوں اور اقلیتوں جیسے مخصوص طبقات کے لیے شرعی ہدایات کا تفصیلی تجزیہ بھی مستقبل کی تحقیق کا حصہ بن سکتا ہے۔ یہ تمام امکانات شریعت کو زندہ اور فعال رکھنے میں مددگار ہوں گے اور اسے عصری تقاضوں کے مطابق مزید جامع اور قابل عمل بنانے میں معاون ثابت ہوں گے۔

[47] احمد بن علی ابن حجر العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، جلد2، دار المعرفہ، بیروت، 1959، ص345

[48] یحییٰ بن شرف النووی، ریاض الصالحین، جلد2، دار السلام، ریاض، 2007، ص456